مہدی سُور مار عرف

''مثنوی سُور البیان''

مرکزی خیال (سیرت المھدی کی روایت)

بسم اللہ الرحمان الرحیم :۔ میاں امام الدین سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئیگا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے گئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کیلئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں، مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ (سیرت المہدی حصہ سوئم صفحہ ۲۹۱)

اردو کی بھترین اور بدترین مثنوی

میر حسن نے اردو کی بہترین مثنوی ''سحر البیان'' نظم کی۔ سحر البیان کے بعد بدترین مثنوی ''سُور البیان'' کا لکھنا میرے حصہ میں آیا ہے۔ بدترین اس لحاظ سے کہ اس میں سوروں اور خنزیروں کا بیان ہے خواہ وہ سُور گاؤں میں رہتے ہیں یا شہروں میں چار ٹانگوں والے ہوں یا دو ٹانگوں والے، فصلیں اجاڑنے والے ہوں یا نسلیں۔ ایک حدیث کا حوالہ یہاں بے جا نہ ہوگا مُخبرِ صادق آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آج کے علماء کے بارے میں فرمایا کہ لوگ انکے پاس ہدایت حاصل کرنے جائیں گے تو وہ ان علماء کو سوروں کی مانند پائیں گے۔

بھیڑیوں نے جن کی تخریبوں سے مانگی تھی نجات
رحم کر مالک! وہ ہم پہ مولویت آ گئی

(ابنِ آدم)

سُوروں کی غارت گری اور ظہور مسیح و مہدی کیلئے

ایک ظاہر پرست مُلّا کی دعا

باشندے گاؤں کے ''چک صابری'' سے
تنگ آئے سور کی غارت گری سے
دہقاں کی محنت کا یہ حال کردیں
خنزیر فصلوں کو پامال کردیں
دن کو اگر پھول پھلواریاں ہیں
سور کی شب کو تباہ کاریاں ہیں
سور سے ہیں فوج کے ٹینک عاجز
زراعت کے ہیں عالمی بینک عاجز
نہیں جس کو دنیا میں کچھ کام ملتا
سور کُشی سے ہے انعام ملتا
زمیندار کی دن کو سلطانیاں ہیں
اور شب کو سُور کی من مانیاں ہیں
مہدی کے حق میں اٹھی ہیں صدائیں
ہونے لگیں اجتماعی دعائیں
سب اہلِ دیہات مسجد میں آئے
مُلّا نے ہاتھ اپنے اوپر اٹھائے
تمہید باندھی بصد آہ وزاری

ہوئے اس کے لب پہ یہ الفاظ جاری

عالم نہ کوئی فصیح چاہتے ہیں

خونریز مہدی مسیح چاہتے ہیں

مہدی کے ہاتھوں سے سُور مریں گے

زمیندار حضرت کی بیعت کریں گے

یہاں قحط و غربت کا سامان دیکھا

بارہ مہینے کا رمضان دیکھا

سور کو جو دشمنِ دشت و بن ہے

علاج اس کا اک مہدی تیغ زن ہے

غلّے کا دشمن ٹھکانے لگے گا

کچھ پیٹ میں چارہ جانے لگے گا

سونا اگلتی زمینیں رہیں گے

سجدوں میں اپنی جبینیں رہیں گی

لکھا حدیثوں میں آئیگا مہدی

سُور کی گردن اڑائے گا مہدی

خدایا ترے ہاں بدعہدی نہیں ہے

کیا اپنی قسمت میں مہدی نہیں ہے

تنگ آ کے مخلوق نے بات کہہ دی

بھیج اپنا مہدی، بھیج اپنا مہدی

اے میرے مولیٰ کردے یہ حالت

مل جائے خوراک میں خود کفالت

ظہورِ مہدی و جشنِ مُسّرت

(مُلاّ خواب دیکھتا ہے)

اک رات مسجد میں سویا تھا مُلاّ
خوابوں کی دنیا میں کھویا تھا مُلاّ
عجب گریہ زاری کی تاثیر دیکھی
خیالوں کی خوابوں میں تعبیر دیکھی
محبوب جو دل میں رہتا تھا ہر دم
نظروں کے آگے کھڑا تھا مجسّم
مہدی کے ہاتھوں میں تلوار دیکھی
ٹخنوں سے فٹ اونچی شلوار دیکھی
مونچھیں کہاں تھیں فقط بُو رہی تھی
داڑھی مگر پیٹ کو چھو رہی تھی
ہیبت نشاں اور شعلہ بدن تھا
ٹوپی نہ پگڑی سر پہ کفن تھا
فرطِ عقیدت سے ملا بیچارہ
گرا اس کے قدموں میں فرقت کا مارا
ہوئے نیم جاں تیرِ غم کھاتے کھاتے
''بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے''
خوشی میں اِدھر سے اُدھر بھاگتا ہے

نہ سمجھا کہ سوتا ہے یا جاگتا ہے

جشنِ مُسّرت

مہدی کی آمد سے دہقان خوش ہے
گاؤں کا ہر ایک انسان خوش ہے
ڈالے ہیں بھنگڑے دیہاتیوں نے
چھوڑے ہیں گولے باراتیوں نے
گھبرو نے گا گا کے نیندیں اڑائیں
مٹیار الھڑ نے پینگیں چڑھائیں
پڑھنے لگے، ہیر راتوں کو رانجھے
مزاروں پہ اڑنے لگے چرس گانجے
دیکھو ترنگوں میں آئے جیالے
بھر بھر پئے بھنگیوں نے پیالے
میراثی سرتال میں گا رہے ہیں
مسلی قلابازیاں کھا رہے ہیں
اوقاف والوں نے لی انگڑائی
حیا کے مزاروں پہ چادر چڑھائی
شورِ ملنگاں ''دم دم قلندر''
شہر خموشاں قبروں کے اندر
گائی ہے جگنی ہم جولیوں نے
دیدارِ مہدی کیا ٹولیوں نے
مخلوق مستی میں اندھی ہوئی ہے

مُلّا کی دستار بندی ہوئی ہے
مُلّا کو تحفے دیئے ہر کسی نے
بھیجا ہے جوڑا نیا چوہدری نے
خیرات صدقات کی بوٹیاں ہیں
دگنی جمعرات کی روٹیاں ہیں
یوں جانیئے من وسلویٰ ملا ہے
بن مانگے مُلّا کو حلوا ملا ہے
نیا رنگ دکھلایا چرخِ کہن نے
ہلکا سا میک اپ کیا مولون نے
نائن نے گھر آ کے کی کنگھی پٹی
مُلّا نے برداشت کر لی یہ چھٹی
قیامت کے آثار ہیں یہ خدایا
مُلّا نے اک لقمہ گھر کا بھی کھایا
اس جشن میں اک زمانہ ہے شامل
مُلّا کا سارا گھرانہ ہے شامل
چلا پیچھے پیچھے شٹل کاک برقع
تازہ ہواؤں سے ہے پاک برقع
بنامِ شریعت سزا پا رہی ہے
فخر النساء ٹھوکریں کھا رہی ہے

مہدی کے در پہ

ہدایت کے پیاسے شہریوں کی حاضری

لکھا حدیثوں میں آئے گا مہدی

امت کی بگڑی بنائے گا مہدی

ثریا سے ایمان لائے گا مہدی

یہ معجزہ بھی دکھائے گا مہدی

مہدی خلافت کو قائم کرے گا

قیامت تلک اس کو دائم کرے گا

اسلام کو سب پہ غلبہ ملے گا

ادیانِ باطل کا ملبہ ملے گا

مہدی کا چرچا سنا شہریوں نے

تمنائے دیدار کی دہریوں نے

لوگوں کی اب ختم بے صبریاں ہیں

مہدی کی آمد کی خوشخبریاں ہیں

شہری خوش ہیں مگن گا رہا ہے

جسے دیکھو چک صابری جا رہا ہے

دنیا میں آئے ہیں مہدی ہمارے

چن چن کے ماریں گے مرزائی سارے

مہدی کا مہدی سے ٹکراؤ ہو گا

ہر میرزائی کا گھیراؤ ہوگا

ہدایت کی صدیوں سے محتاج امت

مہدی کے در پہ کھڑی آج امت

مہدی کے حق میں ہوئی نعرہ بازی

صد شکر کہ آ گیا دیں کا غازی

مہدی کی بیوی کا عوام سے خطاب

بڑی مہربانی کہ تم آئے در پر
افسوس مہدی نہیں ہوتے گھر پر
اصلاحِ امت کا عنقا ہے جوہر
یہ کام کرتے نہیں میرے شوہر
قسمت میں فرض ہدایت نہیں ہے
انہیں سوروں سے ہی فرصت نہیں ہے
زمیندار انکے ہیں دہقان ان کے
گاؤں کے سب کھیت کھلیان ان کے
سور کی خنزیر کی ذات تک ہے
عمل داری مہدی کی دیہات تک ہے
جاگیرداروں کے یہ کام آئے
صبح دم جو نکلے سرِ شام آئے
کبھی اس نے پیر اور منگل نہ دیکھا
کوئی ایسا ہوگا جو جنگل نہ دیکھا
مہدی ہے دیہات والوں کا ہیرو
شہروں کی خاطر وجود اس کا زیرو
دن رات مہدی کے جنگل میں بیتے
سرکار سے درجنوں تمغے جیتے

فقط قتل خنزیر مضمون اس کا

دفتر زراعت کا ممنون اس کا

قوموں کی خاطر نہ نسلوں کی خاطر

یہ شخص آیا ہے فصلوں کی خاطر

پکے کیا اس نے کچے نہ چھوڑے

سور کے معصوم بچے نہ چھوڑے

مہدی کو اس وقت گھر یاد آئے

سور اگر لے کہ فریاد آئے

مرے رو برو کر کے مظلوم مکھڑا

جس دم سناتا ہے خنزیر دکھڑا

ہوتا ہے سور پہ حملہ اچانک

میں دیکھتی ہوں یہ منظر بھیانک

کبھی جاگتا ہے کبھی اونگھتا ہے

میلوں سے سور کی بو سونگھتا ہے

مہدی نے یوں موت کے منہ میں جھونکا

سور کے اوپر گیا صور پھونکا

یہ خون خرابہ رلاتا ہے مجھ کو

سور پہ اب رحم آتا ہے مجھ کو

سور کی ہمدرد کرموں کی ماری

اک روز آ جائے گی میری باری

جاگیرداروں کا ایجنٹ ملا

غدار ہے سینٹ پر سینٹ ملّا
ملا کی رنگیں جمعرات دیکھو
آ کے مرے گھر کی اوقات دیکھو
بد بخت ملا نے رشتہ کرایا
مرے والدین سے مرا پیسہ کھایا
مجھ کو مہینوں رہے انتظاری
کسی کا نہ شوہر ہو سور شکاری
میں کس طرح زندگی اپنی کاٹوں
مہدی کے جیتے ہوئے تمغے چاٹوں
جو عالمی بینک سے پیسہ آیا
ملا نے دفتر سے مل کر اڑایا
کھا کھا کے مرغ انگلیاں چاٹتا ہے
مرا سادہ کھانا اسے کاٹتا ہے
رکھی پکا کے جو دال اس کے آگے
اس دن سے ملّا مرے گھر سے بھاگے
جی چاہتا ہے کہ اس کو سزا دوں
کسی روز ملا کو سور کھلا دوں
کہوں تیرے مہدی کی یہ ہے کمائی
بد بخت بیوی کے حصے میں آئی
مہدی کے لالچ میں ماں باپ چھوٹے
بھائیو میرے تو مقدر ہیں پھوٹے

یورپ میں مہدی کی یہ گیم ہوتی
وہاں کی میں سب سے بڑی میم ہوتی
سور جسے یاں نہیں کوئی کھاتا
فائیو سٹار ہوٹلوں میں یہ جاتا
بس آپ سے مختصر بات کہہ دی
میں اس کی قیدی ہوں وہ میرا مہدی

عوام کی مایوسی

لوگوں نے جس دم سنی یہ کہانی
روداد غم اہلیہ کی زبانی
جنہوں نے خوشی کے ترانے تھے گائے
مہدی کی حالت پہ آنسو بہائے
گو اس میں جو کچھ بھی ہے نام کا ہے
اس سے تو مہدی حسن کام کا ہے
بن کے مسیحا شفا دے رہا ہے
موسیقی روح کی غذا دے رہا ہے
کیا مہدی آیا ہے کس کو بتائیں
ہم میرزائیوں کو کیا منہ دکھائیں
ارمان دل کے رہے دل میں اپنے
جو دیکھے ہم نے وہ جھوٹے تھے سپنے
مرزا کو مانیں یہی بہتری ہے
انجام اپنایا خودکشی ہے

مہدی سوروں کے تعاقب میں

ملا کا مہدی زمانے میں آیا
خنزیر اس کے نشانے میں آیا
جھاڑی میں نظروں کو یہ گاڑتا ہے
شکار اپنا راتوں کو بھی تاڑتا ہے
لہرا کے جس سمت شمشیر مارے
ایک آدھ سور کی گردن اتارے
نام خدا لے کے آئے قہر میں
جا پکڑے سور کو دریا نہر میں
مہدی کی تلوار بازی کے آگے
ریوڑ کے ریوڑ خنزیر بھاگے
گھبرا کے سور جس سمت بھاگے
مہدی کو پائے کھڑا اپنے آگے
سور نہ سمجھے یہ کیسی گھڑی ہے
پیچھے ہمارے بلا کیا پڑی ہے
مہدی نے سور کو تڑپا کے مارا
نہ ہاتھ آیا تو دوڑا کے مارا
مہدی کا جس دم کوئی نام لیتا
سور اسی وقت دل تھام لیتا

بڑی ڈھیٹ ہڈی توڑی ہے اس نے

سور کی گردن مروڑی ہے اس نے

بوڑھے سور کے آگے نئی پود کی فریاد

مہدی کی تلوار جوہر دکھائے
خنزیر بے موت ہی مارا جائے
اک بوڑھا سور کہ سردار تھا وہ
مگر اپنے جینے سے بیزار تھا وہ
بے جان کمزور، در گور سور
مگر اپنے وقتوں کا شہ زور سور
بوڑھے کے قدموں نے رکنا نہ سیکھا
اور موٹی گردن نے جھکنا نہ سیکھا
نئی پود بوڑھے کی خدمت میں آئی
لگی کہنے بابا دہائی! دہائی!!
ہم بھی ہیں مخلوق آخر خدا کی
ہمیں مل رہی ہے سزا کس خطا کی
سمجھے تھے ہم جس کو عالم یا فاضل
تلوار لے کے ہوا ہم پہ نازل
خدا جانے ہم پہ یہ کیسی گھڑی ہے
جدھر جائیں آگے قضا ہی کھڑی ہے
قیامت ہی معلوم ہوتی ہے بابا
تری نسل معدوم ہوتی ہے بابا

ہمارا نشاں بحر و بر میں نہ ہوگا
سو رکسی چڑیا گھر میں نہ ہوگا
ترے پاس آئے ہیں فریاد لے کر
بچی ہے جو دنیائے برباد لے کر
ہاتھوں میں تلوار آنکھوں میں خوں ہے
خدا جانے نام اس کا مہدی کیوں ہے

بوڑھے سور کی تسلی

کہا بوڑھے سور نے اے غم کے مارو
دورِ مصائب میں ہمت نہ ہارو
ہماری کسی سے نہیں ہے لڑائی
دشمن ہمارے تھے یوسف کے بھائی
جنہوں نے نبی زادہ کنویں میں جھونکا
اور بھیڑیوں پہ سب الزام تھوپا
یعقوب نے بھیڑیوں کو بلایا
پوچھا مرا کس نے یوسف ہے کھایا
کہا بھیڑیوں نے ہم آواز ہو کر
یہ الزام ہم پہ ہے جھوٹا سراسر
قسم ہے خدا کی یہ دعویٰ ہے باطل
ہرگز نہیں تیرے یوسف کے قاتل
اگر تیرے یوسف کو کھایا ہو ہم نے
جہنم ٹھکانا بنایا ہو ہم نے
خدایا اگر ہم ہیں قاتل نبی کے
قیامت میں ساتھ اٹھیں ہم مولوی کے
چلی آ رہی ہے روایت پرانی
سینہ بہ سینہ حکایت پرانی

ملا جو بے بس ہے اپنے کئے پر
نہیں زور چلتا کسی بھیڑئے پر
ہے بھیڑیوں سے کچھ اپنی بھی یاری
بنتی ہے کچھ دور کی رشتہ داری
خنزیر کا ملا دشمن ہے جانی
نشیبی علاقوں میں آتا ہے پانی
شاید یہ حملہ اسی نے کیا ہو
مُلّا نے بدلا نہ ہم سے لیا ہو
سینے سے اپنے لگاؤں گا تم کو
میں جان دے کر بچاؤں گا تم کو

مہدی کے در پہ بوڑھے سور کی حاضری

بوڑھے نے دیکھی جو افتاد سر پر
گیا گرتا پڑتا وہ مہدی کے در پر

دستک کی بوڑھے کو نوبت نہ آئی
مہدی کو سور کی بو کھینچ لائی

لگا بوڑھے سور کی گردن اڑانے
خدا جانے کیسے بچایا خدا نے

بوڑھے نے دیکھا جو یہ حال خستہ
کی عرض مہدی سے یہ دست بستہ

مری طول عمری میں کچھ راز ہوگا
ترے ہاتھ سے مرنا اعزاز ہوگا

کہاں میں کہاں آپ کی ضرب کاری
مرتے کو ماریں گے کیا شاہ مداری

سور نہیں ایک سایہ ہوں حضرت
ہتھیلی پہ جاں رکھ کے آیا ہوں حضرت

گو قوم کا اپنی سردار ہوں میں
ترے روبرو فرماں بردار ہوں میں

دنیا میں مہمان آئے ہوئے ہیں
ہم بھی خدا کے بنائے ہوئے ہیں

اگر لحم خنزیر کھاتے نہیں ہیں
پھر اس کا خوں بھی بہاتے نہیں ہیں
خدا جانے کیوں ہم سے تو بدگماں ہے
بتا کام یہ تیرے شامانِ شاں ہے
تخلیق آدم کی تھی غرض و غایت
ملے ابنِ آدم کو راہ ہدایت
بنی نوع انسان کو عزت ملے گی
سنا تھا کہ تجھ سے ہدایت ملے گی
حیرت ہے انسان سے دور ہونا
فقط قتل سور پہ مامور ہونا
میرا کوئی نام لیوا نہ ہوگا
کسی کا ترے جیسا شیوہ نہ ہوگا
آمادہ اس پہ نہیں کوئی سا ہنسی
گنے کے چوروں کو دی تو نے پھانسی
سور کشی سے ہے تیری تسلی
یہ کام کرتے ہیں چوہڑے مسلی
تہذیب سے اپنا دل جوڑ بیٹھے
کمی کمینے اسے چھوڑ بیٹھے
خدا جانے تم کس کی باتوں میں آئے
لگتا ہے مُلا کی گھاتوں میں آئے
ملا کی سازش سے توبہ خدایا

مہدی کا بوڑھے سور کو جواب

دیئے بوڑھے سور نے مسکت دلائل
ملا کا مہدی نہ قائل نہ مائل
حیرت ہے کہ خونی مہدی نہ ڈولا
انصاف کا خون کر کے یہ بولا
بڑھ بڑھ کے باتیں بنائی ہیں تو نے
خود اپنی گھڑیاں گھٹائی ہیں تو نے
ترے فلسفے کو نہیں مانتا میں
منطق کو تیری نہیں جانتا میں
ملا نے مہدی بنایا ہے مجھ کو
اور اپنے دل میں بسایا ہے مجھ کو
ملا کی تخلیق ہوں یہ خبر ہے
ہر ایک سور پہ میری نظر ہے
سور جہاں ہوں گے میں بھی وہاں ہوں
یہاں ہوں وہاں ہوں جانے کہاں ہوں
مخلوق تجھ سے بہت تنگ آئی
اب تیری میری کھلی جنگ آئی
ترے نام کی نا سعیدی نہ جائے
چالیس دن تک پلیدی نہ جائے

تعلق نہ دیہاتیوں شہریوں سے

اللہ کے بندوں سے نہ دہریوں سے

رشد وہدایت سے کیا کام مجھ کو

کیا تو سکھائے گا اسلام مجھ کو

کافی ہے تجھ پہ جو اک وار کر دوں

سر دار کو میں سرِ دار کر دوں

اگر ہو سکے خیر اپنی منا لے

مرے ہاتھ سے اپنی گردن بچا لے

اچانک ہوا بوڑھے سور پہ حملہ

''جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا''

ملا نے اک خونی مہدی تراشا

پڑا اس کی چوکھٹ پہ سور کا لاشہ

مہدی کو سور کے پیچھے لگایا
ملا کہ جو رونق انجمن ہے
ذرا اِس کو تولو تو وہ پنج من ہے
سور ہیں مُلّا سے فتنوں میں کم ہیں
دھرتی کا اک بوجھ وہ ہے کہ ہم ہیں
تجھے دیکھا سور سے جس کو غرض ہے
خدا جانے لاحق تجھے کیا مرض ہے
شاید کہ تیری گئی عقل ماری
سور کی پہچان سے تم ہو عاری
سور سے بڑھ کر ہیں انساں تمہارے
اے نیک بختا نہ چڑھ سر ہمارے
سور میں کوئی برائی نہ ہوگی
کہ جو آدمی نے دکھائی نہ ہوگی
سور نے تو کھیت کوئی لتاڑا
ملاؤں نے باغ احمد اجاڑہ
شیرازہ امت کا بکھرا ہوا ہے
مگر چہرہ مُلّا کا نکھرا ہوا ہے
ذرا جھانک کے دیکھو انسان کے اندر
کوئی ان میں سور کوئی ان میں بندر
بڑی ساکھ والے بڑی مانگ والے
سور کے سور ہیں دو ٹانگ والے

ہیں یاد مجھ کو ترپن کی باتیں

بلووں کے دن اور فسادوں کی راتیں

پرائم منسٹر تھا اک ناظم الدین

بسیار خوری میں تھا ہاضم الدین

احراری لیڈر گئے اس کے در پر

وطن دشمنی کا تھا الزام سر پر

بولے ہے غلطی کا احساس ہم کو

نہ تھا دین اسلام کا پاس ہم کو

سزا جو ملے گی بصد شوق لیں گے

داڑھی سے سڑکوں پہ جھاڑو بھی دیں گے

اپنے کیے پر شرمسار ہیں ہم

سور چرانے کو تیار ہیں ہم

کی فکر دنیا کی نہ عاقبت کی

توہین کی بانی مملکت کی